روزنامہ
C.P.L 29-FD ٹیلی فون نمبر 047-6213029
الفضل
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

ہفتہ 21 جنوری 2006ء 20 ذوالحج 1426 ہجری 21 صلح 1385 ہش جلد 56-91 نمبر 15

آیت الکرسی کی برکات

حضرت ابو ہریرہؓ کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جب تو رات کو بستر پر جائے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر تو اللہ کی طرف سے تیرے لئے ایک حفاظت کرنے والا مقرر کیا جائے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الوکالہ باب اذا وکل رجلا فترك الوکیل)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس کے برگزیدوں، رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ عظیم الشان اعجاز اپنے اندر رکھتا ہے اور کوئی شخص تنہا یا دوسروں کی مدد سے اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی صرف ہمت کر دیتا ہے اور اس طرح پر اس کا معجزہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہ بار بار مخالفوں کو اس کی مثال لانے کی دعوت اور تحدی کرتا ہے، لیکن کوئی اس کے مقابلہ کے لئے نہیں اٹھ سکتا۔ قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ کامل معجزہ ہے۔ دوسری کتابوں کی نسبت ہم نہیں دیکھتے کہ ایسی تحدی کی گئی ہو، جیسی قرآن شریف نے کی ہے؛ اگرچہ ہم اپنے تجربہ اور قرآن شریف کے معجزہ کی بناء پر یہ ایمان لاتے ہیں کہ خدا کا کلام ہر حال میں معجزہ ہوتا ہے، لیکن قرآن شریف کا اعجاز جس کاملیت اور جامعیت کے ساتھ معجزہ ہے۔ دوسرے کو ہم اس جگہ پر نہیں رکھ سکتے، کیونکہ بہت سی وجوہ اور صورتیں اس کے معجزہ ہونے کی ہیں اور کوئی شخص اس کی مثال بنانے پر قادر نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ کلام ایسا معجزہ نہیں ہو سکتا۔ وہ بڑے ہی گستاخ اور دلیر ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے اور دیکھتے کہ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق بے مثل اور لانظیر ہے۔ پھر اس کے کلام کی نظیر کیسے ہو سکتی ہے؟ ساری دنیا کے مدبر اور صناع مل کر اگر ایک تنکا بنانا چاہیں، تو بنا نہیں سکتے، پھر خدا کے کلام کا مقابلہ وہ کیسے کر سکتے؟

محض کلام کے اشتراک یا الفاظ کے اشتراک سے یہ کہہ دینا کہ کوئی معجزہ نہیں، نری حماقت اور اپنی موٹی عقل کا ثبوت دینا ہے، کیونکہ ان اعلیٰ مدارج اور کمالات پر ہر شخص اطلاع نہیں پا سکتا، جو باریک بین نگاہ دیکھ سکتی ہے۔ میرا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص کلام لعل کی طرح چمکتی ہے، لیکن بایں ہمہ قرآن شریف آپ کی خالص کلام سے بالکل الگ اور ممتاز نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔

ہر چیز کے مراتب ہوتے ہیں۔ مثلاً کپڑا ہے۔ تو کھدر، ململ اور خاصہ لٹھا محض کپڑا ہونے کی حیثیت سے تو کپڑا ہی ہیں اور اس لحاظ سے کہ وہ سفید ہیں۔ بظاہر ایک مساوات رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور ریشم بھی سفید ہوتا ہے، لیکن کیا ہر آدمی نہیں جانتا کہ ان سب میں جدا جدا مراتب ہیں اور ان میں فرق پایا جاتا ہے۔

؎ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

پس جس طرح پر ہم سب اشیاء میں ایک امتیاز اور فرق دیکھتے ہیں۔ اسی طرح کلام میں بھی مدارج اور مراتب ہوتے ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جو دوسرے انسانوں کے کلام سے بالاتر اور عظمت اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر ایک پہلو سے اعجازی حدود تک پہنچتا ہے، لیکن خدا تعالیٰ کے برابر وہ بھی نہیں، تو پھر اور کوئی کلام کیونکر اس سے مقابلہ کر سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص 25)

عشرہ وصولی تحریک جدید

(3 تا 13 فروری 2006)

تحریک جدید کے سال نو کے اعلان پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ بتاریخ 11 نومبر 2005ء میں فرمایا تھا۔

''اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ اور یہ سب قربانی کرنے والے اللہ تعالیٰ کی پیار کی نظر پانے والے ہوں اور آئندہ ان قربانیوں کو بڑھانے والے ہوں اور اپنے مقصد پیدائش کو پہنچاننے والے بھی ہوں۔''

عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ حضور کی ان دعاؤں کا وارث بننے اور سال رواں میں پہلے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کرنے کیلئے 3 فروری تا 13 فروری 2006ء عشرہ وصولی چندہ تحریک جدید منانے کا اہتمام کریں اور اپنی مساعی کی رپورٹ بعد ازاں جلد وکالت مال اول کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

مکرم فواد محمد کانو صاحب مربی سلسلہ سیرالیون کی افسوسناک وفات

مکرم منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم فواد محمد کانو صاحب مربی سلسلہ سیرالیون یکم جنوری 2006ء کو مبورکا ٹاؤن کے ایک دریا میں بعض احباب کے ساتھ نہا رہے تھے کہ اچانک ڈوبنے سے ان کی وفات ہو گئی۔ محترم فواد محمد کانو صاحب یکم جنوری 1956 کو روکو پور (سیرالیون) کے نزدیک ایک گاؤں Matantu میں پیدا ہوئے۔ احمدیہ پرائمری اور سیکنڈری سکول روکو پور میں تعلیم حاصل کی۔ 1974ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم مکرم خلیل احمد صاحب مبشر سابق امیر جماعت سیرالیون سے حاصل کی۔ 1975ء میں انہوں نے اپنی زندگی وقف کی اور دینی تعلیم کیلئے تین سال جامعہ احمدیہ غانا میں تعلیم حاصل کی۔ 1979ء میں مزید دینی

(باقی صفحہ 8 پر)

تازہ جہاں

سہانا ہے سماں تازہ جہاں معلوم ہوتے ہیں
بشکل نو زمین و آسماں معلوم ہوتے ہیں

فضا کی خامشی مجھکو سناتی ہے عجب نغمے
ستارے مجھ کو میرے ہمزباں معلوم ہوتے ہیں

انہیں کے دم سے وابستہ ہے رو باد بہاری کی
تری نظروں میں جو وجہ خزاں معلوم ہوتے ہیں

غلامان مسیح وقت ہیں گو ناتواں بندے
عزائم میں مگر کوہ گراں معلوم ہوتے ہیں

زہے مٹی مسیح پاک کے جس نے قدم چومے
وہ ذرے مجھ کو مثل کہکشاں معلوم ہوتے ہیں

کھڑے ہیں تان کر سینہ جو بے تیغ و سپر یا رب!
تری توحید کے وہ پاسباں معلوم ہوتے ہیں

پرا باندھے فرشتے بھی کھڑے تائید میں ان کی
جبیں پر جن کی سجدوں کے نشاں معلوم ہوتے ہیں

دلائل کی لئے تیغیں چلے ہیں سومناتوں کو
کسی محمود کے یہ کارواں معلوم ہوتے ہیں

نہ جانے کیوں ٹپک جاتے ہیں جا کر ان کی آنکھوں سے
مری آنکھوں سے جو آنسو رواں معلوم ہوتے ہیں

مجھے آئینہ فردا میں آتے ہیں نظر خنداں
وہی جو آج مصروف فغاں معلوم ہوتے ہیں

ز فضل ایزدی منزل میں ہے پیدا کشش ایسی
کھنچے آتے ہزاروں کارواں معلوم ہوتے ہیں

یہ بیعت کرنے والے صد ہزاراں اسود و احمر
یہ سب مہدی کے تائیدی نشاں معلوم ہوتے ہیں

توانا ششدر و حیراں ہیں ان کے کارناموں پر
وہ جو کہ دیکھنے میں ناتواں معلوم ہوتے ہیں

بدرگاہ مسیحا دیکھ آ عظمت مسیحا کی
جہاں پہ جھکتے شاہان زماں معلوم ہوتے ہیں

وہی ''چالیس'' جا پہنچے بھلا کیونکر کروڑوں تک؟
یہ قصے داستاں در داستاں معلوم ہوتے ہیں

یہ جست احمدیت ہے فقط فضل خداوندی
اگر نصرت ملے کب امتحاں معلوم ہوتے ہیں

حصار احمدیت میں اماں پائیں گی اب قومیں
یہ آثار آج دنیا میں عیاں معلوم ہوتے ہیں

زفضل حق ملے گی آخری فتح و ظفر ہم کو
ابھی گو امتحاں در امتحاں معلوم ہوتے ہیں

امام حضرت طاہر سدا ''ڈش'' کے توسّل سے
جہاں بھی ہوں ہمارے درمیاں معلوم ہوتے ہیں

ٹپکتے ہیں تری آنکھوں سے اے اسلاؔم جو آنسو
کسی کے سوز دل کے ترجماں معلوم ہوتے ہیں

عبدالسلام اسلام

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

حضرت مسیح موعود کی پُرکیف تحریرات و فرمودات کی روشنی میں

صاحب خوارق و کرامات، تصوف کے 12 بزرگان کا تذکرہ

آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے آج تک ہر صدی میں ایسے باخدا بزرگ ہوئے ہیں جن کے ذریعہ غیر قوموں کو زندگی ملی

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت

ہزار ہا صاحب کرامات

حضرت مسیح موعود نے 1898ء میں یہ عالمگیر اعلان فرمایا کہ:۔

’’ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے۔ جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن خرقانی اور ابو یزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابن العربی اور ذوالنون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم و رضواعنہ اسلام میں گزرے ہیں۔ اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے۔ اور اس قدر لوگوں کے خوارق علماء اور فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ صاحب خوارق و کرامات تھے۔‘‘

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 ص 91)

حضرت اقدس نے اپنے بیش قیمت ملفوظات میں بھی ان ائمہ کبار کا نہایت بصیرت افروز اور دلکش انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ جس کا اجمالی خلاصہ حضور ہی کے مقدس الفاظ میں مع بزرگان امت کے سنون ولادت و وفات کے ہدیہ قارئین ہے۔

اول۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ

(ولادت 1078ء۔ وفات 1166ء)

’’حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں درج ہے کہ جب وہ گھر سے طلب علم کے لئے نکلے تو آپؒ کی والدہ صاحبہؒ نے ان کے حصہ کی اسّی اشرفیاں ان کے بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جھوٹ ہرگز نہ بولنا۔

حضرت سید عبدالقادر جب گھر سے رخصت ہوئے تو پہلی ہی منزل میں ایک جنگل میں سے ان کا گزر ہوا جہاں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا اور ان کو چوروں کا ایک گروہ ملا۔ انہوں نے آپ کو پکڑ کر پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے دیکھا کہ یہ تو پہلی ہی منزل میں امتحان درپیش آیا اپنی والدہ صاحبہؒ کی آخری نصیحت پر غور کی اور فوراً جواب دیا کہ میرے پاس اسّی اشرفیاں ہیں جو میری بغل کے نیچے میری والدہ صاحبہ نے سی دی ہیں۔ وہ چور یہ سن کر سخت حیران ہوئے کہ یہ فقیر کیا کہتا ہے۔ ایسا راستباز ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس نے بھی جب آپ سے سوال کیا تب بھی آپ نے وہی جواب دیا۔ آخر جب آپ کے پیراہن کے اس حصہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو واقعی اس میں اسّی اشرفیاں موجود تھیں۔ ان سب کو حیرانی ہوئی۔ اس پر ان کے سردار نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ اس پر آپ نے اپنی والدہ صاحبہ کی نصیحت کا ذکر کر دیا اور کہا کہ میں طلب دین کے لئے گھر سے نکلا ہوں اگر پہلی ہی منزل پر جھوٹ بولتا تو پھر کیا حاصل کر سکتا۔ اس لئے میں نے سچ نہیں چھوڑا۔ جب آپ نے یہ بیان فرمایا تو قزاقوں کا سردار چیخ مار کر رو پڑا اور آپ کے قدموں پر گر گیا اور اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کی۔ کہتے ہیں کہ آپ کا سب سے پہلا مرید یہی شخص تھا۔

غرض صدق ایسی شے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل وقت میں بھی نجات دلا دیتی ہے۔ سعدیؒ نے سچ کہا ہے کہ

کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

پس جس قدر انسان صدق اختیار کرتا ہے اور صدق سے محبت کرتا ہے اسی قدر اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے کلام اور انبیاء کی محبت اور معرفت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ تمام راستبازوں کے نمونے اور چشمے ہوتے ہیں (-) (التوبہ:119) کا ارشاد اسی اصول پر ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول ص 246,245)

2۔ ’’سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی چند عبارتیں ایسی تھیں جو...... کے رنگ کی تھیں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم ص 38)

3۔ ’’سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب بڑی ہی عمدہ کتاب ہے۔ میں نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے۔ بدعات سے پاک ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم ص 396)

4۔ شیخ عبدالقادر جیلانی پر بھی قریباً دو سو علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ ابن جوزی نے جو محدث وقت تھا ایک کتاب لکھی اور تلبیس ابلیس اس کا نام رکھا اور بہت کچھ تلخ اور نازیبا الفاظ ان کے حق میں استعمال کئے۔ مگر ان کے دو سو برس بعد ان کو کیسا کامل اور پاکباز صادق انسان مانا گیا اور کیسی قبولیت ہوئی۔ یہ صرف انہی پر نہیں بلکہ تمام اولیاء کے ساتھ یہی سلوک ہوتا چلا آتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم ص 574)

دوم۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

(ولادت 963ء قریباً۔ وفات 1033ء)

’’سِیَر میں لکھا ہوا ہے کہ ابوالحسن خرقانی کے پاس ایک شخص آیا۔ راستہ میں شیر ملا اور کہا کہ اللہ کے واسطے پیچھا چھوڑ دے۔ شیر نے حملہ کیا اور جب کہا ابوالحسن کے واسطے چھوڑ دے تو اس نے چھوڑ دیا۔ شخص مذکور کے ایمان میں اس حالت نے سیاہی سی پیدا کر دی اور اس نے سفر ترک کر دیا۔ واپس آ کر یہ عقدہ پیش کیا۔ اس کو ابوالحسن نے جواب دیا کہ یہ بات مشکل نہیں۔ اللہ کے نام سے تو واقف نہ تھا۔ اللہ کی سچی ہیبت اور جلال تیرے دل میں نہ تھا اور مجھ سے تو واقف تھا۔ اس لئے میری قدر تیرے دل میں تھی۔ پس اللہ کے لفظ میں بڑی بڑی برکات اور خوبیاں ہیں بشرطیکہ کوئی اس کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس کی ماہیت میں کان دھرے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول ص 63)

سوم۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

(ولادت 745,46ء۔ وفات 874,75ء)

1۔ ’’ایک مجلس میں حضرت بایزید وعظ فرما رہے تھے وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ ......سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحب خوارق آ گیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزید پر ظاہر کیں تو انہوں نے قصہ کے رنگ میں بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لمپ میں پانی میں ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفّٰی چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں۔ یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی جب میں بویا گیا۔ زمین میں مخفی رہا، خاکسار ہوا، پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا، پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا؟

(ملفوظات جلد اول ص 17,16)

2۔ ’’......اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت بایزید بسطامی یا خواجہ جنید بغدادی یا سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کلمات میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن سے جاہل یا تو ان کو کفر کی طرف منسوب کرتے تھے یا ان کے اقوال کو فرقہ ضالّہ، وحدۃ وجود کے لئے حجت پکڑتا ہے جیسے سبحانی ما اعظم شانی اور اللّٰہ فی جبتی یہ ان کی غلط فہمی ہے جو وہ ان کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں۔ اول تو یہ صحیح طور پر معلوم نہیں لیکن اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی انہوں نے یہ الفاظ فرمائے ہیں تو ایسے کلمات کا چشمہ عشق اور محبت ہے۔ مثلاً ایک عاشق جوش محبت اور محویت عشق میں کہہ سکتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

......غرض ان بزرگوں کے منہ سے جو الفاظ اس قسم کے نکلے ہیں جن کو وجودیوں نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ اسی قسم کی محویت اور عشق و محبت کے غلبہ تامہ کا نتیجہ ہیں ...... اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈال دیا جاوے یہاں تک کہ وہ سرخ انگارے کی طرح ہو جائے...... اس سے جلا بھی سکتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ لوہا ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح پر آتش محبت اپنے عجائبات دکھاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول ص 546)

چہارم۔ حضرت جنید بغدادیؒ

وفات 297ھ۔ مطابق 11-910ء

1۔ ......ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جنید بغدادی

علیہ الرحمۃ کو ایک دفعہ خیال آیا کہ سفر کو جانا چاہئے۔ پھر سوچا کہ کس واسطے جاؤں؟ تو سمجھ میں نہ آیا کہ کس ارادہ اور نیت سے جانا چاہتے ہیں اس لئے پھر ارادہ ترک کردیا۔ حتیٰ کہ سفر کا خیال غالب آیا اور آپ جب اسے مغلوب نہ کرسکے تو اس کو ایک تحریک الٰہی خیال کرکے نکل پڑے اور ایک طرف کو چلے۔ آگے جاکر دیکھتے ہیں کہ ایک درخت کے تلے ایک شخص بے دست و پا پڑا ہے۔ اس نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ اے جنید میں کتنی دیر سے تیرا منتظر ہوں تو دیر لگا کر کیوں آیا۔ تب آپ نے کہا کہ اصل میں تیری ہی کشش تھی جو مجھے بار بار مجبور کرتی تھی۔ (ملفوظات جلد دوم ص603)

2۔ ''میں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں پڑھا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے مراقبہ بلی سے سیکھا ہے۔ اگر انسان نہایت پُرغور نگاہ سے دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ جانور کھلے طور پر خُلق رکھتے ہیں۔ میرے مذہب میں سب چرند پرند ایک خلق ہیں اور انسان اس کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہ نفس جامع ہے اور اسی لئے عالم صغیر کہلاتا ہے کہ کُل مخلوقات کے کمال انسان میں یکجائی طور پر جمع ہیں۔ اور کل انسانوں کے کمالات، بہیئت مجموعی ہمارے رسول اللہ ﷺ میں جمع ہیں اور اسی لئے آپ کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین کہلائے۔''

(ملفوظات جلد سوم ص35)

پنجم۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ

(ولادت 1165ء۔ وفات 1240ء)

1۔ ''محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں، دوسری جائز ہے مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے، صرف آنحضرت ﷺ کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے۔'' (ملفوظات جلد سوم حاشیہ ص254)

2۔ ''حضرت محی الدین ابن عربی صاحب لکھتے ہیں کہ میں حج کرنے کے واسطے گیا تو وہاں مجھے ایک شخص ملا جس کو میں نے خیال کیا کہ وہ آدم ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو ہی آدم ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ تم کون سے آدم سے متعلق سوال کرتے ہو۔ آدم تو ہزاروں گزر چکے ہیں۔''

(ملفوظات جلد پنجم ص675)

ششم۔ حضرت ذوالنون مصریؒ

(وفات 860ء)

1۔ ''ذوالنون مصری ایک باکمال شخص تھا اور اس کی شہرت دور دور پہنچی ہوئی تھی۔ ایک شخص اس کے کمال کو سن کر اس کے ملنے کے واسطے گیا اور گھر پر جاکر اسے پکارا تو اس کو جواب ملا کہ خدا جانے کہاں ہے کہیں بازار میں ہوگا۔ وہ جب بازار میں ان کی تلاش کرتا ہوا پہنچا تو وہ بازار میں معمولی طور پر سادگی سے کچھ سودا خرید رہا تھا۔ لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ذوالنون ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ پست قامت آدمی ہے۔ معمولی سا لباس ہے، چہرہ میں کچھ وجاہت نہیں، معمولی آدمیوں کی طرح بازار میں کھڑا ہے۔ اس سے اس کا سارا اعتقاد جاتا رہا اور کہا کہ یہ تو ہماری طرح ایک آدمی ہے۔

ذوالنون نے اس کو کہا کہ تو کس لئے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے۔ ذوالنون نے اس کے مافی الضمیر کو دیکھ لیا اس لئے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے، تجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا...... اللہ تعالیٰ کے بندوں اور برگزیدوں کے پاس ارادت سے جانا سہل ہے لیکن ارادت سے واپس آنا مشکل ہے کیونکہ اس میں بشریت ہوتی ہے۔ اور ان کے پاس جانے والے لوگوں میں سے اکثر ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے دل میں اس کی ایک فرضی اور خیالی تصویر بنا لیتے ہیں لیکن جب ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ اس کے برخلاف پاتے ہیں جس سے بعض اوقات وہ ٹھوکر کھاتے ہیں اور ان کے اخلاص اور ارادت میں فرق آجاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص414)

2۔ ''کہتے ہیں ذوالنون مصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ چالیس مہر کی کیا زکوٰۃ دینی چاہئے؟ ذوالنون نے کہا کہ چالیس مہر کی زکوٰۃ چالیس مہر۔ سائل اس کے جواب پر حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کیوں؟ اس پر ذوالنون نے کہا کہ چالیس مہر اس نے رکھی ہی کیوں۔ گویا کیوں خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کردیں، جمع ہی کیوں کیا۔ شریعت سے ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ایک محدث وعظ کرتا تھا۔ ایک صوفی نے بھی سنا اور اس کو کہا کہ محدث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو مال ہی نہیں زکوٰۃ کس چیز کی دوں؟ صوفی بولا چالیس حدیثیں لوگوں کو سنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کرلیا کرو۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص442)

ہفتم۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ

ولادت 33-1132ء۔ وفات 1236ء)

1۔ ''اگر نمود اور دکھلاوے کے واسطے پکی قبریں اور نقش و نگار اور گنبد بنائے جائیں تو یہ حرام ہے لیکن اگر خشک ملا کی طرح یہ کہا جائے کہ ہر حالت میں ہر مقام میں پکی ہی اینٹ لگائی جائے تو یہ بھی حرام ہے۔ ''انما الاعمال بالنیات'' عمل نیت پر موقوف ہے۔ دیکھو مصلحت الٰہی نے یہی چاہا کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی قبر کا پختہ گنبد ہو اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں مثلاً نظام الدین، فرید الدین، معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صلحاء تھے۔''

(ملفوظات جلد اول ص506,505)

2۔ ''مجاہدات عجیب اکسیر ہیں۔ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے۔ ہندوستان میں جو اکابر گزرے ہیں جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہم اللہ تعالیٰ ان کے حالات پڑھو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات ان کو کرنے پڑے ہیں۔ مجاہدہ کے بغیر حقیقت کھلتی نہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فقیر کے پاس گئے اور اس نے توجہ کی تو قلب جاری ہوگیا۔ یہ کچھ بات نہیں ایسے ہندو فقراء کے پاس بھی جاری ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ساتھ تزکیہ نفس کی کوئی شرط نہیں ہے......

شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لے کر آتے ہیں اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہیں جو تزکیہ کی حقیقی راہ ہے۔ ...... میں تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لے جانا چاہتا ہوں جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت تیار ہوئی ہے۔ پس اور راہ وغیرہ کا ذکر ہماری کتابوں میں آپ نہ پائیں گے اور نہ ہم اس کی تعلیم دیتے ہیں اور نہ ضرورت سمجھتے ہیں۔ ہم یہی بتاتے ہیں کہ نمازیں سنوار سنوار کر پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص242)

ہشتم۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ

(وفات 1236ء)

1۔ ''ہمارے ملک ہندوستان میں نظام الدین صاحب اور قطب الدین صاحب اولیاء اللہ کی جو عزت کی جاتی ہے وہ اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق تھا...... خدا تعالیٰ کے سچے تعلق کی وجہ سے لوگ ان کی مٹی کی بھی عزت کرتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد سوم ص220)

2۔ ''حضرت مسیح موعود نے یکم نومبر 1905ء کو حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر لمبی دعا کی اور واپسی پر ارشاد فرمایا:۔

''بعض مقامات نزول برکات کے ہوتے ہیں اور یہ بزرگ چونکہ اولیاء اللہ تھے اس واسطے ان کے مزار پر ہم گئے۔ ان کے واسطے بھی ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنے واسطے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور دیگر بہت دعائیں کیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص528)

3۔ ...... ہندوستان میں قطب الدینؒ اور معین الدین خدا کے اولیاء گزرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کی عزت کو ظاہر کردیا۔'' (ملفوظات جلد پنجم ص249)

نہم۔ حضرت فرید الدین شکر گنجؒ

(ولادت 13-1212ء۔ وفات 70-1269ء)

1۔ ''باوا فرید الدین صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا قبالہ گم ہوگیا اور وہ دعا کے لئے آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حلوہ کھلاؤ اور وہ قبالہ حلوائی کی دکان سے مل گیا۔ ان باتوں کے بیان کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ جب تک دعا کرنے والے اور کرانے والے میں ایک تعلق نہ ہو متاثر نہیں ہوتی ...... میں کہتا ہوں کہ خود دعا کرو یا دعا کراؤ پاکیزگی اور طہارت پیدا کرو۔ استقامت چاہو اور توبہ کے ساتھ گر جاؤ کیونکہ یہی استقامت ہے۔ اس وقت دعا میں قبولیت، نماز میں لذت پیدا ہوگی۔''

(ملفوظات جلد سوم ص39)

2۔ ''باوا غلام فریدؒ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ فائدہ نظر نہ آیا۔ تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدین یا خواجہ قطب الدینؒ) دعا کے لئے فرمایا۔ انہوں نے بہت دعا کی مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا! اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں اور صبح کے وقت ان کو کہا کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے۔ یہ سن کر شاگرد کے دل میں بہت رقت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا جب انہوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے تو آؤ پہلے انہیں سے شروع کرو اور انہوں نے اس قدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فرید کو شفا ہو گئی۔'' (ملفوظات جلد پنجم ص182)

3۔ ''جتنے بھی بزرگ اور اولیاء گزرے ہیں وہ سب مجاہدات اور ریاضت میں اپنے اوقات گزارتے تھے۔ دیکھو باوا فرید صاحب اور جتنے بھی اولیاء اور ابدال گزرے ہیں یہ سب گروہ ایک وقت تک خاص ریاضات اور مجاہدات شاقہ کرنے کی وجہ سے ان مدارج پر پہنچے ہیں اور ان لوگوں نے بڑی سختی سے اور پورے طور پر اتباع سنت کی ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم ص509)

دہم۔ حضرت نظام الدین اولیاء دہلویؒ

(ولادت 34-1233ء۔ وفات 1325ء)

1۔ ''شیخ نظام الدینؒ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا اور حکم ہوا کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ جب وہ دن آیا تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رویا اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا اور پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے۔ شیخ نے کہا کہ تم غم مت کھاؤ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی۔ میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے۔ میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر نیچے گرادیا ہے۔ چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا اور ایسا سخت بیمار ہوا کہ اسی بیماری میں مرگیا۔ یہ تصرفات الٰہی ہیں جو انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ جب وقت آجاتا ہے تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہوجاتی ہے۔ سب دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی جان بھی نہیں نکل سکتی خواہ کیسے ہی شدید عوارض ہوں۔ ناامید ہونے والا بت پرست سے بھی زیادہ کافر ہے۔'' (ملفوظات جلد چہارم ص386)

2۔ ''کہتے ہیں کوئی شخص شیخ نظام الدین صاحب

ولی اللہ کے پاس اپنے کسی ذاتی مطلب کے لئے دعا کروانے کے واسطے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے واسطے دودھ چاول لے آ۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ عجیب ولی ہیں، میں اس کے پاس اپنا مطلب لے کر آیا تو اس نے میرے آگے اپنا ایک مطلب پیش کر دیا ہے۔ مگر وہ چلا گیا اور دودھ چاول پکا کر لے آیا۔ جب وہ کھا چکے تو انہوں نے اس کے واسطے دعا کی اور اس کی مشکل حل ہوگئی۔ تب نظام الدین صاحب نے اس کو بتلایا کہ میں نے تجھ سے چاول اس لئے مانگے تھے، دعا کرانے کے واسطے آیا تھا تو تو میرے واسطے بالکل اجنبی آدمی تھا اور میرے دل میں تیرے واسطے کوئی ہمدردی کا ذریعہ نہ تھا۔ اس واسطے تیرے ساتھ ایک تعلق محبت پیدا کرنے کے واسطے میں نے یہ بات سوچی۔

ایسی ہی توریت میں حضرت اسحٰق کا قصہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جا تو میرے واسطے شکار لے آ اور پکا کر مجھے کھلا تا کہ میں تجھے برکت دوں اور تیرے واسطے دعا کروں۔ اس قسم کے بہت سے قصے اولیاء کے حالات میں درج ہیں۔ اور ان میں حقیقت یہی ہے کہ دعا کرنے والے اور کرانے والے کے درمیان تعلق ہونا چاہیئے۔''

(ملفوظات جلد پنجم ص 52,51)

یازدہم۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(ولادت 1703ء۔ وفات 1762ء)

1۔ ''حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے کہ کل اہل کشوف اسی طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کے لئے چودھویں صدی مقرر ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کے لئے اسے چراغ الدین کہا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودھویں صدی سے آگے نہیں گیا۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص 27)

2۔ ''حضرت اقدس نے دہلی میں مدفون اکابر اور مشائخ کے خدانما اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''یہ بزرگ بہت ہی مسلوب الغضب تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مٹی کی طرح کر دیا تھا۔ مرزا جان جاناں کو ان لوگوں نے قتل کر دیا اور بڑے دھوکے سے کیا۔ یعنی ایک آدمی نذر لے کر آیا اور دھوکہ سے طپنچہ مار دیا۔ شاہ ولی اللہ کے لئے دہلی والوں نے ایسے ہی قتل کے ارادے کئے تھے مگر ان کو خدا تعالیٰ نے بچالیا۔ (ملفوظات جلد چہارم ص 490)

3۔ ''عجیب بات یہ ہے کہ جتنے اہل اللہ گزرے ان میں کوئی بھی تکفیر سے نہیں بچا۔ کیسے کیسے مقدس اور صاحب برکات تھے۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان پر بھی دو سو علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لکھا تھا...... سنا گیا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا۔ یہ تو کفر بھی مبارک ہے جو ہمیشہ اولیاء اور خدا تعالیٰ کے مقدس لوگوں کے حصہ میں ہی آتا رہا ہے۔'' (ملفوظات جلد پنجم ص 611)

دوازدہم۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ

(ولادت 64-1563ء۔ وفات 1624ء)

1۔ ''مجدد الف ثانی سرہندی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں بعض قبریں ایسی ہیں جن کو پہچانتا ہوں کہ نبیوں کی قبریں ہیں۔''

(ملفوظات جلد پنجم ص 459)

2۔ ''مجدد صاحب کے مکتوبات دوم میں صاف لکھا ہے کہ مسیح جو کچھ بیان کرے گا وہ اسرار غامضہ ہوں گے اور لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں گے حالانکہ وہ قرآن سے استنباط کرے گا پھر بھی لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسے مسیح موعود کے ساتھ جمع کا ایک نشان ہے، عوام کے خیال کے موافق ایک تغیر بھی اس کے ساتھ ضروری ہے کیونکہ وہ بحیثیت حکم ہونے کے تمام بدعات اور خرابیوں کو جو فیج اعوج کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہیں دور کرے گا اور لوگ ان کو تغیر دین کے نام سے یاد کریں گے۔''

(ملفوظات جلد دوم ص 51)

3۔ خواجہ باقی باللہ بڑے مشائخ میں سے تھے۔ شیخ احمد سرہندی کے پیر تھے۔ مجھے خیال آتا ہے کہ ان بزرگوں کی ایک کرامت تو ہم نے بھی دیکھ لی ہے اور وہ یہ کہ دہلی جیسے شہر کو انہوں نے قائل کیا۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص 489)

توجہ، دعا اور تضرعات کے حیرت انگیز عالمی اثرات

''روحانی سائنس'' یعنی تصوف کے ان مشاہیر بزرگان امت اور بارہ ائمہ کا ایمان افروز تذکرہ حضرت مسیح موعود ہی کے انقلاب انگیز اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ حضرت اقدس ارشاد فرماتے ہیں:۔

''اسلام، ہند میں ان مشائخ اور بزرگان دین کی توجہ، دعا اور تضرعات کا نتیجہ ہے جو اس ملک میں گزرے تھے۔ بادشاہوں کو یہ توفیق کہاں ہوتی ہے کہ دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دیں۔ جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ خود اپنے وجود سے نہ ظاہر کرے تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے حضور میں فنا ہو کر خود مجسم قرآن اور مجسم اسلام اور مظہر...... بن جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ایک جذب عطا کیا جاتا ہے اور سعید فطرتوں میں ان کا اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ نوے کروڑ مسلمان ایسے لوگوں کی توجہ اور جذب سے بن گیا۔ تھوڑے سے عرصہ میں کوئی دین اس کثرت کے ساتھ نہیں پھیلا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے صلاح و تقویٰ کا نمونہ دکھلایا اور ان کی برہان قوی نے جوش مارا اور لوگوں کو کھینچا۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص 523)

کچھ حسین یادیں

پیر محمد عالم صاحب

الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے متعلق میرا مضمون پڑھنے کے بعد میری ایک عزیزہ نے توجہ دلائی کہ میں نے اپنے مضمون میں اپنی اس خواب کا تو ذکر ہی نہیں کیا جو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے زمانہ میں دیکھی تھی اور وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے عہد میں پوری ہوئی۔ چونکہ اس خواب کا تعلق دو خلفاء کے ساتھ ہے لہٰذا میں نے خیال کیا کہ اسے بھی ''حسین یادوں'' کے حصہ کے طور پر ہدیہ قارئین کروں کیونکہ نہ معلوم ہم مزید کتنے دن اس دنیا میں ہیں۔

میں 1981ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ آگیا تھا اور اپنی خدمات بعد از ریٹائرمنٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پیش کیں۔ کچھ دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پاس حضور کے دفتر میں کھڑا ہوں۔ اس وقت صرف میں اور حضور کمرے میں ہیں۔ میں حضور سے درخواست کرتا ہوں کہ حضور میں ریٹائر ہو چکا ہوں مجھے کوئی کام عنایت فرمائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اس وقت تو کوئی خاص کام نہیں ہے۔ حضور اس وقت کھڑے ہیں۔ ہاتھ میں چھڑی ہے۔ غالباً کہیں جانے کی تیاری ہے۔ سامنے ایک کرسی پر بہت سے خطوط پڑے ہیں۔ ان میں سے کچھ خطوط کرسی سے نیچے گر پڑتے ہیں۔ یہ سبزی مائل نیلے رنگ کے خطوط ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضور مجھے یہی کام دے دیں۔ حضور نے اس پر فرمایا: ''میرے بعد'' اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد حضور خلیفہ ثالث کا وصال ہو گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی۔ آپ نے ریٹائر لوگوں کو تحریک فرمائی کہ وہ اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمات کے لئے پیش کریں۔ اس پر میں نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مجھے اپنے دفتر میں انگلش سیکشن کا چارج حوالے کیا تو اس وقت میرے سامنے جو خطوط آئے ان میں سبزی مائل نیلے رنگ کے خطوط کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ یہ خطوط تو بعینہٖ وہی ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پاس پڑی ہوئی کرسی سے نیچے گرتے ہوئے میں نے خواب میں دیکھے تھے اور میں نے اٹھا کر کرسی پر رکھے تھے اور حضور سے عرض کیا تھا کہ یہی کام دے دیں اور حضور نے فرمایا کہ ''میرے بعد''۔ چنانچہ میں نے اپنا یہ خواب جو میں نے حضرت خلیفہ ثالث کے زمانہ میں دیکھا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں لکھا۔ اس پر حضور نے نوٹ دیا کہ ''تمہارا خواب من وعن پورا ہوا ہے۔ خواب محفوظ''۔ یہ خواب اور واقعہ تحدیث نعمت کے طور پر عرض کر رہا ہوں۔

ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں۔ جب میری والدہ کا 1991ء میں انتقال ہوا تو حضور دورہ پر تھے اور دورہ پر ہی حضور کو اطلاع ملی۔ جب حضور دورہ سے واپس تشریف لائے اور میں حضور سے مصافحہ کے لئے آگے بڑھا تو مجھے گلے لگا لیا اور کافی دیر تک افسوس کا اظہار فرماتے رہے۔ اس کے بعد پہلی فرصت میں حضور نے میری والدہ کا جنازہ غائب پڑھایا۔

میری والدہ کو حضور ذاتی طور پر جانتے تھے۔ دفتر میں جب کبھی مجھے حضور کے پاس جانے کا موقع ملتا تو حضور والدہ کا حال پوچھتے۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ کیا ان کے خطوط آتے ہیں۔ اتفاق سے اسی دن ایک خط آیا تھا۔ وہ میں نے پیش کر دیا۔ اس خط میں والدہ نے سب سے پہلے حضور کی خیریت دریافت کی ہوئی تھی۔ پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ ماشاء اللہ آپ کی والدہ کا Hand Writing تو مجھ سے اچھا ہے اور پھر فرمانے لگے کہ ماشاء اللہ ان کی دماغی حالت اس نوے سال کی عمر میں بھی نہایت ہی صاف ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اپنے خادموں سے بہت محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ حضور کی محبت و شفقت کے واقعات تو لاانتہا ہیں جن کا ذکر کرنے کے لئے بہت وقت درکار ہے۔ میں بہت سے واقعات کا ذکر تو پہلے اپنے مضمون میں کر چکا ہوں۔ تحدیث نعمت کے طور پر چند ایک واقعات کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ صبح سویرے جب حضور دفتر میں تشریف لاتے اور مجھے بلاتے تو میں اکثر یہ کہتا کہ حضور میں نے آپ کو دیکھ لیا میری بیٹری چارج ہو گئی ہے۔ اب دن بھر میں خوب کام کر سکوں گا تو حضور مسکرا دیتے اور فرماتے اللہ تمہیں مزید کام کرنے کی توفیق دے۔

جب حضور صبح کی نماز کے لئے تشریف لاتے تھے۔ سیڑھیوں کے نزدیک کچھ دوست جن کا عملہ حفاظت سے تعلق نہیں ہوتا تھا کھڑے ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ سیڑھیوں کے نزدیک سوائے پہریداروں کے اور کوئی کھڑا نہ ہوا کرے چونکہ میں بھی روزانہ صبح کی نماز پر حضور کے استقبال کے لئے کھڑا ہوا کرتا تھا۔ مجھے حضور کے اس تازہ ارشاد کی اطلاع ملی۔ چنانچہ میں اس دن وہاں کھڑا نہ ہوا۔ اسی دن جب حضور سیر کے بعد دفتر میں تشریف لائے تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ آج تم غیر حاضر تھے۔ کیا وجہ تھی؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے عملہ حفاظت نے کہا تھا کہ حضور نے ماسوائے عملہ حفاظت کے باقی دوستوں کو سیڑھیوں کے نزدیک کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا تعمیل حکم کے ماتحت میں وہاں کھڑا نہیں تھا۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم نے حکم کی تعمیل کر کے اپنا فرض ادا کر دیا ہے لیکن تم بھی عملہ حفاظت میں شامل ہو۔ تمہیں

(باقی صفحہ 6 پر)

ا۔ب۔ناصر

محترمہ مسز فرخندہ شاہ صاحبہ کی یاد میں

آپ ایک ایسا چراغ تھیں جس سے ان گنت چراغ روشن ہوئے بہت دور تک روشنیاں پھیلتی چلی گئیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کے وجود میں مخصوص صلاحیتیں پیدا فرما کر آپ کو جماعت کی نوجوان بچیوں کی تعلیم وتربیت کا موقع عطا فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؓ کو خواتین کی تعلیم سے گہری دلچسپی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد ربوہ کی تازہ بستی آباد کی تو خواتین کی تعلیم کے منصوبوں پر عمل کرنے کے لئے ایک کالج کے اجراء کا فیصلہ فرمایا۔ اولوالعزم علوم دینی و دنیوی سے پُر خلیفۃ المسیح الثانی نے 14 جون 1951ء کو جامعہ نصرت کا افتتاح فرمایا۔ کالج کے مقاصد کا ذکر فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ منشاء یہ ہے کہ مروجہ تعلیم کے ساتھ زائد دینی تعلیم بھی دی جائے۔ اس ادارے کے لئے آپ نے محترمہ فرخندہ شاہ صاحبہ اہلیہ محترم سید محمود اللہ شاہ صاحب کو پرنسپل مقرر فرمایا۔ اس وقت آپ کی تعلیم بی اے بی ٹی تھی۔ مزید تعلیم کے لئے آپ کو لاہور بھجوایا۔ ابتدا میں کالج کی کوئی عمارت نہ تھی حضرت صاحب کی کوٹھی کے کمروں میں پڑھائی شروع کی گئی۔ ایک نئے ادارے کو چلانا اور صحت مند خطوط پر ترقی دے کر باوقار مقام تک پہنچانا ان تھک محنت کا متقاضی تھا اور یہ سب جوہر مسز شاہ صاحبہ میں موجود تھے۔ خوش قسمتی سے کالج کی پہلی جماعت میں جن سولہ طالبات نے داخلہ لیا ان میں میری بڑی بہن امتہ الرشید قمر صاحبہ بھی تھیں۔ میری عمر اس وقت صرف دس سال تھی۔ اتنی نوعمری سے گھر میں مسز شاہ کا ذکر بہت محبت اور احترام سے سنا ہم پرنسپل اور مسز شاہ دونوں کو ہم معنیٰ الفاظ سمجھتے تھے۔ یکے بعد دیگرے ہم چار بہنوں نے اس کالج میں پڑھا اور مسز شاہ صاحبہ کی شفقتوں کی مورد رہیں۔ مجھے ایم اے کے بعد مسز شاہ کے سٹاف میں شامل ہونے کا بھی موقع ملا اس لئے زیادہ قرب میسر آیا۔ ہم نے انہیں ماں کی طرح شفیق پایا اپنی طالبات سے وہ بالکل اپنی اولاد کی طرح محبت کرتیں۔ جامعہ نصرت ہمیں اپنا دوسرا گھر لگتا۔ وہ طالبات کے گھریلو حالات سے بھی واقفیت رکھتیں۔ محبتوں کا یہ سلوک صرف تعلیم کے چار سالوں تک محدود نہ رہتا بلکہ شادیوں کے بعد دور دور چلے جانے پر بھی حالات سے باخبر رہنا پسند کرتیں اور مفید مشوروں سے نوازتیں۔

وہ ایک تعلیم یافتہ، باوقار، باحیا احمدی عورت کا مثالی نمونہ تھیں۔ سب سے پہلا سبق جو میں نے ان سے سیکھا وہ خاندان حضرت مسیح موعود کا احترام تھا۔ حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ اور دوسری خواتین مبارکہ ہمارے کالج میں تشریف لاتیں تو آپ خاص اہتمام اور خلوص سے ملتیں۔ اسی طرح خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی تحریک ہوتی تو کالج کی طالبات کو بھی شمولیت کا درس دیتیں۔ مجھے یاد ہے جب جامعہ نصرت کے پہلے مجلّے 'النصرت' کا کام میرے سپرد کیا تو مجھے ہدایت دی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے پیغام دینے کی درخواست کرنے میں خود جاؤں۔ آپ بہت شفقت سے پیش آئے۔ مختصر مگر جامع پیغام عنایت فرمایا جو 'النصرت' کی زینت بنا۔

طالبات کی تعلیمی ترقی کے لئے سنجیدہ فضا میں ہر قسم کی سہولت کا انتظام قائم رکھا۔ باقاعدگی سے کلاسز ہوتیں۔ قابل اساتذہ تعلیم دیتے۔ میں نے انگریزی آپ سے پڑھی۔ اس قدر خوش اسلوبی سے لٹریچر پڑھاتیں کہ گرائمر، نثر، شاعری سے ہمیں پیار ہوگیا۔ مجھے یاد ہے ایک دن کلاس میں آئیں تو ایک میگزین ہاتھ میں تھا میگزین کا تعارف کروا کے اور بتا کے کہ کتنی تعداد میں چھپتا ہے ہمیں بتایا کہ اس کے ایڈیٹر کی تعلیم صرف بی اے ہے میں چاہتی ہوں کہ جب آپ بی اے کر کے جائیں تو اتنی قابلیت ہو کہ ایسے بڑے بڑے رسالے ایڈٹ کر سکیں۔ کلاسیکل ادب سے آپ کو زیادہ دلچسپی تھی جو ہمیں بھی پلا دی۔ پڑھانے میں آپ کو لطف آتا تھا۔ ان کی کوشش ہوتی کہ جلدی جلدی اپنی طالبات کو وہ سارا علم دے دیں جو ان کا سرمایا تھا۔ اپنے مضمون کے علاوہ ہر مضمون کی لیکچرار اور طالبات کا جائزہ لیتیں۔ ایک استاد کی کامیابی طالبات کے نتائج سے پتہ چلتی ہے اور ہمارے کالج کے نتائج کا ریکارڈ ہمیشہ بورڈ اور یونیورسٹی سے بدرجہا اچھا رہا۔ اعلیٰ پوزیشنز بھی لیں۔

نصابی سرگرمیوں کے ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کو بھی رائج کیا تا کہ طالبات کی صلاحیتیں ابھر کر، نکھر کر سامنے آئیں بالعموم 16 سے 19 سال کی لڑکیوں کی سیمابی عمر کو صحت مند سرگرمیوں میں مصروف رکھا کالج یونین اور بزم ادب کے علاوہ ہر مضمون کی اپنی اپنی مجلس بنوائی جس میں طالبات اپنے ذوق کے مطابق حصہ لیتیں۔ مباحثے ہوتے، مشاعرے ہوتے پہلے کالج کی سطح پر پھر بین الجامعاتی مقابلے منعقد کئے جاتے ان میں بھی ہمارے کالج کا معیار بہت اچھا تھا۔ شام کی مجالس میں صبح کی باقاعدہ کلاسز کے ڈسپلن کی نسبت ذرا کھلی چھٹی ہوتی۔ ہم مزاحیہ نظمیں پڑھتیں جن میں بعض دفعہ خود مسز شاہ کو بھی نشانہ بنا لیتے۔ آپ محظوظ ہوتیں۔

ہمیں ان شرارتوں پر ڈانٹ نہیں پڑتی تھی۔ یہ ان کا بڑا پن تھا اعلیٰ ظرفی تھی اپنی طالبات کو تہذیب کے دائرے میں رہ کر خوش ہونے کا موقع دیتیں۔ مجھے ایک دفعہ اپنی پنجاب یونیورسٹی کی ٹیم لے کر جامعہ نصرت کے سالانہ مباحثے اور مشاعرے میں شرکت کا موقع ملا۔ مسز شاہ ہماری ٹیم کی ممبرات سے اس قدر شفقت سے پیش آئیں کہ وہ حیران رہ گئیں۔ اور بہت دیر تک کالج اور پرنسپل کے تذکرے ہوتے رہے۔ آپ جامعہ نصرت کی لائبریری کو معیاری کتب سے سجا کر رکھتیں۔ اس کوشش میں رہتیں کہ طالبات زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔ ربوہ میں بہت سی طالبات ایسی تھیں جو کورس کی کتابیں نہیں خرید سکتی تھیں آپ کئی سیٹ نصابی کتب کے لائبریری میں رکھواتیں۔ اردو کی لیکچرار ہونے کے ناتے وہ میری سفارش کردہ کتب کو اہمیت دیتیں بلکہ ہمیں خود جا کر لاہور سے کتب لانے کا ارشاد کرتیں۔ ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ ان دنوں لاہور کے ایک چکر کے ہمیں دس روپے ملتے تھے تین روپے جانے کے تین واپسی کے بس کا کرایہ اور چار روپے ٹانگہ رکشہ یا کھانا وغیرہ وغیرہ اور ہم اس میں ہی بہت خوش رہتے۔

آپ بے حد غریب نواز تھیں۔ عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے ہر ممکن مدد کا راستہ تلاش کرتیں۔ تعلیم میں کمزور طالبات کی طرف خصوصی توجہ دیتیں۔ تحمل سے بات سنتیں اور بہت اچھے مشوروں سے نوازتیں۔ کسی طالبہ کی اصلاح کی ضرورت ہوتی تو درد سے کہتیں تمہیں پتہ ہے تم کس خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ کس کی بیٹی ہو۔ یہ بہت کافی ہوتا۔

طالبات کی صحت کا بھی آپ کو خیال رہتا۔ باقاعدہ ورزشی کھیلیں ہوتیں سالانہ ٹورنامنٹ ہوتے۔ ہمارے کالج کی کھیلوں کا معیار بھی تعلیم کی طرح بلند تھا۔ مجھے کھیل کے میدان کی ایک بات یاد ہے کہ ایک دفعہ سالانہ کھیلوں کے دوران آپ نے اعلان کیا کہ طالبات سٹیج کے پاس جمع ہو جائیں ہم جہاں کہیں بھی تھے سٹیج کی طرف چلنا شروع ہو گئے مگر آپ کو ہماری آہستہ روی پسند نہ آئی ہمیں سمجھایا کہ جب کسی بڑے کی طرف سے ایسی کال دی جائے تو فوری طور پر مستعدی سے لبیک کہنا چاہئے تیزی سے حرکت میں اطاعت کی شان نظر آتی ہے۔ یہ سبق بعد میں میرے کام آیا۔

آپ کالج کو صاف ستھرا اور خوبصورت دیکھنا پسند کرتیں جب بھی کبھی آپ کو کوئی نیا آئیڈیا ملتا اس کے مطابق تبدیلی کراتیں بالکل جیسے اپنے ذاتی گھر کو پیار سے سجاتے ہیں۔ کالج کے وسیع صحن میں پھل دار درختوں آرائشی باڑوں، پودوں، وپھلدار درختوں سے محبت کرتیں گھاس کی تروتازگی کا خیال رکھتیں ایک دفعہ ایک طالبہ کو بلاوجہ درخت کے پتے توڑتے دیکھا تو تھوڑا جھٹکا دیا اور کہا کہ جس طرح تمہیں تکلیف ہوئی ہے اسی طرح ان درختوں کو بھی ہوتی ہے۔ ایسی نصیحت آمیز بات سمجھا دی جو سب کے لئے کافی ہوگئی۔

مسز شاہ کی ذاتی زندگی میں بہت اتار چڑھاؤ آئے۔ ایک تنہا عورت کئی محاذوں پر لڑتی رہی مگر صبر، ضبط، دعا سے کام کیا آستانہ الٰہی پر جھکی رہیں۔ اپنا درد اپنے خدا تعالیٰ کے حضور بیان کرتیں۔ اپنے وقار کو قائم رکھا۔ کبھی کبھی اگر کوشش بھی کی کہ ان کے نہاں خانۂ دل میں جھانک کر کوئی دل ہلکا کرنے کی بات کی جائے تو وہ اپنی مخصوص مسکراہٹ سے اپنے آنسو چھپا لیتی تھیں میں شادی کے بعد جب بھی ربوہ جاتی آپ سے ملنے ضرور جاتی۔ وہ مجھے ماں کی طرح عزیز تھیں۔ اپنی امی جان کی وفات کے بعد جب کوئی بہت بڑی بات امی کو بتا سکنے پر حسرت آتی تو مسز شاہ کو لکھتی۔ میرے پاس ان کے بڑے پیارے مکتوب ہیں۔ ہر دفعہ ملنے پر وہ اتنا پیار دیتیں اور ایسے اچھے لفظ میرے لئے استعمال کرتیں جن کے میں قابل نہیں ہوں سب ان کی اعلیٰ ظرفی تھی۔

آخری بار مارچ 2005ء میں مشاورت کے موقع پر ربوہ جانے پر حسب معمول ان کو ملنے کے لئے گئی ہر طرف نفیس عمارت کے کھنڈر کی سی اداسیاں اور خموشیاں تھیں۔ آپ بخار اور ٹانگ میں درد کی وجہ سے بہت تکلیف میں تھیں۔ اس کے باوجود چہرے پر پیاری مسکراہٹ سے استقبال کیا۔ میری مصروفیات کے بارے میں پوچھا۔ جامعہ نصرت کی پرانی باتیں کرتی رہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ذکر ہوتا رہا۔ میں نے پوچھا آپ نے نئی درثمین دیکھی ہے جواب ملا نہیں مجھے بہت افسوس اور ندامت محسوس ہوئی اسی وقت جا کر اپنی ترتیب دی ہوئی چند کتابیں لا کر آپ کو پیش کیں۔

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے

درثمین کے صفحوں پر پیار سے ہاتھ پھیر کر اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتی رہیں بہت شفقت سے مجھے شاباش دی میں نے سر جھکا کر گود میں رکھ دیا اور بہت دعائیں دیتی رہیں۔ جو ایک بیٹی کا قیمتی سرمایہ بن گئیں میری دعا ہے کہ فرشتے میرا یہ پیغام مسز شاہ کو پہنچا دیں کہ آپ کی شاگردیں آپ کا نام زندہ رکھیں گی انشاء اللہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گی روشنیاں پھیلتی رہیں گی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

(بقیہ صفحہ 5)

کھڑا ہونے سے کوئی منع نہیں کرے گا۔ چنانچہ میں نے حسب دستور پھر وہیں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔

حضور کی محبت اور شفقت کے واقعات بے انتہا ہیں اور جماعت احمدیہ کا ہر فرد ان محبتوں کو اپنے سینوں میں سموئے ہوئے ہے اور ان محبتوں اور شفقتوں کے انداز سے اب بھی محظوظ ہوتا ہے۔

اوپر والا ہاتھ

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے صدقہ دینے اور سوال سے بچنے کی تلقین کی اور فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الدقہ حدیث نمبر 1339)

م-م-سنوری

میرے دادا محترم چودھری غلام حسین صاحب کی یاد میں

اپنے خاندان میں جب سے میں نے ہوش سنبھالی، احمدیت، دین اور نیکی کی باتیں میرے کانوں اور دل و دماغ میں پڑتی رہیں۔

احمدیت کی نعمت عظمیٰ اپنے خاندان میں لانے والے میرے دادا محترم چودھری غلام حسین صاحب انسپکٹر آف مدارس تھے۔ آپ 21 جنوری 1874ء کو جھنگ شہر میں پیدا ہوئے۔ ان کے حالات میں نے کچھ اپنی آنکھوں سے، کچھ اپنی امی جان اور بزرگوں سے سنے، کچھ ڈاکٹر عبدالسلام نوبیل انعام یافتہ کی زندگی کے حالات پر مبنی کتاب سے اور کچھ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی تحریروں سے اکٹھے کئے ہیں۔

آپ نے ایم بی مڈل سکول جھنگ شہر سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور صوبہ بھر میں اول رہے۔ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول جھنگ شہر سے پاس کیا اور صوبہ میں دوسرے نمبر پر آئے۔ جھنگ میں اس وقت کالج نہیں تھا۔ مزید تعلیم کے لئے مشن کالج لاہور (موجودہ ایف سی کالج) سے بی اے کی ڈگری امتیازی نشان سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ گورنمنٹ ہائی سکول جھنگ شہر میں ملازمت کے بعد پنجاب ایجوکیشنل سروس (PES) سے منسلک ہوگئے۔ جلد ہی آپ ڈیرہ غازی خان میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف سکولز ADI متعین ہوگئے۔ ان کی محنت کو دیکھ کر لدھیانہ میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور پھر ترقی پا کر ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کے عہدہ پر آپ نے کرنال، فیروز پور اور ڈیرہ غازی خان میں کام کیا۔ 1932ء میں ریٹائر ہوئے اس سے پہلے 1927ء میں آپ نے قادیان میں دارالفضل میں بڑا گھر بنا لیا تھا۔ قادیان میں 1947ء تک آپ ناظر تعلیم رہے۔ پاکستان بننے کے بعد جھنگ واپس آگئے کیونکہ آپ کے مکان، زمین، بہن اور بھائی جھنگ ہی تھے۔ آپ کی والدہ نہایت نیک اور دعا گو عورت تھی۔ آپ اڑھائی یا تین بجے رات کو اٹھ جاتیں۔ اس زمانہ میں پتھر کی چکی پر عورتیں گندم پیس کر آٹا بناتی تھیں۔ آپ کی مختصر سی اولاد تھی۔ سب سے بڑے میرے دادا محترم غلام حسین صاحب۔ دوسرے نمبر پر محترم چودھری محمد حسین صاحب والد محترم ڈاکٹر عبدالسلام نوبیل انعام یافتہ اور تیسرے نمبر پر میری نانی محترمہ جنت بی بی صاحبہ، ان تینوں سے احمدیت کا نور ہمارے خاندان میں پھیلا۔ ان کی والدہ رات کو چکی میں گندم بھی پیستی رہتیں اور اپنے تینوں بچوں کے نام لے کر ان کے لئے دعائیں کرتیں۔ نداء ہونے تک وہ اپنا کام مکمل کر لیتیں۔ نماز فجر ادا کر کے دور سے سر پر گھڑوں میں پانی بھر کر لاتیں اور آٹا گوندھ کر سب کے لئے روٹی بناتیں۔

آپ اپنے والد کے ساتھ جامع مسجد اہل حدیث میں جاتے اور جلد ہی امام مقرر ہوگئے۔ اپنے استاد کے بعد نماز جنازہ پڑھانا، نکاح پڑھانا۔ لوگ ان سے فتویٰ لیتے۔ جب آپ کے والد بہت ضعیف اور کمزور ہوگئے تو ایک دن اپنے بچوں سے کہا کہ میں مسافر ہو کر مرنا چاہتا ہوں مجھے کہیں باہر جنگل میں لے جاؤ۔ میں نے حدیث میں پڑھا ہے کہ مسافر مر جائے تو بخشا جاتا ہے۔ چنانچہ ان کی زمینوں پر انہیں چارپائی پر اٹھا کر لے جایا گیا۔ ایک دن سب رشتہ داروں کو انہوں نے اکٹھا کیا اور کہا کہ میں نے بہت دعائیں کی ہیں۔ یہ جو رمضان میں چاند گرہن اور سورج گرہن لگا ہے۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا اور حدیث میں یہ امام مہدی کے آنے کی پکی نشانی ہے۔ اسے مانے بغیر نجات ممکن نہیں۔ اگر وہ آچکا ہے تو تم سب گواہ رہنا کہ میں نے اسے مان لیا اور کوئی تم سے اسے پالے تو میرا سلام کہنا۔ اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ جب حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی خبر جھنگ میں پہنچی تو آپ کے استاد سخت مخالف ہوگئے۔ ان کی تقلید میں یہ بھی خلاف ہوگئے۔ حتیٰ کہ ایک دن کہنے لگے کہ میں مرزا کو مار کر قصہ ہی پاک کر دیتا ہوں، جوانی کا جوش تھا۔ اس جوش میں آکر آپ نے ان کے خلاف ایک کتاب لکھی اور اس کا نام عصائے موسیٰ رکھا۔ وہ کتاب ابھی شائع نہیں کروا سکے تھے کہ سخت بیمار پڑ گئے اور آپ کو کالا ہیضہ ہوگیا۔ علاج کے لئے لاہور لے گئے۔ پھر خواب کی بناء پر آپ نے وہ کتاب پھاڑ دی اور نئی تحقیق شروع کر دی۔

ایک روایت کے مطابق جب آپ ڈیرہ غازی خان میں تھے اس وقت حضرت مسیح موعود کی وفات ہوگئی تو آپ نے چند احمدی احباب کے ساتھ جنازہ غائب بھی ادا کی۔ مگر دستی بیعت آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر کی۔

جھنگ شہر میں ایک بار آپ نے خطبہ جمعہ دیا۔ نماز جمعہ کے بعد آپ باہر نکلے تو وہاں ایک شریر ہندو دکاندار جو کہ آپ کا منتظر تھا۔ اس نے دین حق پر اعتراض کرتے ہوئے آپ سے پوچھا کہ کیا کبھی آپ نے شیطان کو دیکھا ہے جو اس کے بارے میں اتنا لمبا خطبہ دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہاں دیکھا ہے بلکہ تمہیں بھی دکھا سکتا ہوں۔ یہ سن کر اس ہندو نے شیطان دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اسے اپنے گھر چلنے کی دعوت دی۔ وہ شیطان دیکھنے کے شوق میں خوشی خوشی ان کے ساتھ چل پڑا۔ اپنے مکان پر پہنچنے پر آپ خود تو اندر چلے گئے اور اسے کہا کہ انتظار کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر آئے تو ان کے ہاتھ میں آئینہ تھا۔ ہندو کو دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس کے اندر دیکھے تو اسے شیطان نظر آئے گا۔ اس بات سے وہ بہت شرمندہ ہوا۔ آئندہ اس نے دین حق پر اعتراضات کرنے بند کر دیئے۔ آپ باوجود مذہبی ہونے کے بڑے بذلہ سنج، لطیفہ گو، شگفتہ مزاج اور باغ و بہار قسم کے انسان تھے۔

لطیف مزاح ان کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا۔ ان کا شائستہ طنز بہت ہی پُر لطف ہوتا تھا۔

ایک جگہ پر حضرت شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے لکھا ہے۔ حضرت چودھری صاحب نہایت صلح کل، بے تعصب اور مرنجاں مرنج قسم کے افسر تھے۔ ہندوؤں اور مسلمان مدرسین سے عمدہ سلوک کرتے تھے۔ سب ان سے خوش تھے۔ اور وہ سب سے خوش تھے۔ ساری عمر کسی بھی مدرس کو ان کے ہاتھ، زبان یا قلم سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ ماتحتوں سے نہایت شیریں زبان، مہربانی اور نرمی سے پیش آتے۔ کسی کو کوئی شکایت ہو بھی جاتی تو نہایت لطیف پیرائے میں اس کو توجہ دلاتے۔

ایک مرتبہ کرنال کے ایک گاؤں کا اچانک دورہ کر رہے تھے۔ اس گاؤں کے سکول میں پہنچے تو مدرس صاحب غائب تھے۔ ان کا حقہ میز پر رکھا ہوا تھا اور طلباء پڑھائی میں مصروف تھے۔ انہوں نے ڈھونڈ کر لاگ بک نکالی اور اس پر اپنے معائنہ کی کیفیت اس طرح لکھی۔ میں معائنہ کے لئے سکول گیا۔ مدرس صاحب کو کوئی بہت ضروری کام درپیش آگیا تھا۔ وہ اپنے نائب کو سارا کام سپرد کر کے کہیں تشریف لے گئے تھے اور نائب صاحب کی موجودگی میں لڑکے نہایت باقاعدہ اور خاموشی کے ساتھ اپنے کام میں مصروف تھے۔ چودھری صاحب کی نائب سے مراد وہ حقہ تھا جو مدرس صاحب جاتے ہوئے میز پر رکھ گئے تھے۔ (سوانح محمد حسین ص 51)

1934ء میں آپ نے حج کے لئے درخواست دی۔ اس وقت نام قرعہ سے نکلا کرتا تھا۔ آپ کی حج پر جانے کی منظوری آگئی اور اسی سال نومبر میں، میں ان کی پہلی پوتی پیدا ہوئی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں دعا کی درخواست لے کر گئے اور عرض کی کہ حضور میری حج کی منظوری آگئی ہے اور میری پہلی پوتی پیدا ہوئی ہے، تو حضور نے فرمایا مبارک ہو۔ یہ پوتی تو آپ کی بہت ہی مبارک ہے، اس کا نام مبارکہ رکھیں۔ میری امی جان نے میرا نام بلقیس سوچا تھا اور میرے ابا جان کو خیر النساء پسند تھا مگر دادا جان کے بتانے پر میرا نام مبارکہ رکھا گیا۔

پھر آپ حج کے لئے روانہ ہوگئے۔ کافی پیدل چلے۔ کیونکہ اس زمانے میں اتنی سہولیات نہیں تھیں۔

کئی ماہ تک آپ کی کوئی خبر نہ آئی اور ہماری دادی جان تو رو دھو بیٹھیں۔ ایک روز اچانک ریلوے سٹیشن سے گھر آگئے۔ سب عزیز رشتہ دار اکٹھے ہوگئے۔ سب نے گلہ کیا کہ آپ نے ہمیں اپنے آنے کی اطلاع نہیں دی۔ ہم سب آپ کا استقبال کرتے مگر انہوں نے فرمایا کہ میں نے حج اپنے خدا کے لئے کیا ہے۔ استقبال کے لئے نہیں کیا۔ یہ دین کا ایک رکن ہے۔ نماز پڑھنے والے کو آپ نمازی کہتے ہیں۔ زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰتی کہتے۔ اس لئے مجھے حاجی کہہ کر نہ پکاریں۔ میں دکھاوے کا قائل نہیں۔ جب ان سے اتنی دیر سے واپس آنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے بتایا کہ سلطان بن عبدالعزیز ابن سعود کو کسی نے ان کے بارے میں بتایا۔ یہ ایک اچھے عالم ہیں۔ انگریزی کے علاوہ دوسری زبان پر بھی انہیں عبور حاصل ہے تو شاہ نے ان سے بعض کتب کے انگریزی تراجم کرائے تھے۔ اس کام کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کے لئے انہیں وقت درکار تھا اور وہ واپس نہیں آسکتے تھے۔

1949ء میں آپ کی چھوٹی بیٹی محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ جو کہ ایک لمبا عرصہ UK لجنہ کی صدر رہی ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبیل انعام یافتہ کے عقد میں آئیں۔

آپ نے ربوہ کی نئے مرکز کے طور پر آباد ہونے کے متعلق دو خوابیں دیکھیں جس کا ذکر آپ خود کرتے ہیں۔ فرمایا:۔

''میں کرنال میں تھا اور مضطربانہ دعا کیا کرتا تھا کہ یاالٰہی ''یہ تین کو چار کرنے والا'' کیسا راز ہے کہ اب تک مخفی چلا آرہا ہے۔ کوئی اس کے بارے میں کچھ تعبیر کرتا ہے۔ کوئی کچھ''۔

اس کے بعد انہوں نے دو خواب تحریر کئے ہیں۔ دوسرے خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

پھر ایک اور خواب میں دیکھا دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان میدان ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصلح موعود کا جلسہ ہے اور خوب چہل پہل ہے۔ خدام کام کر رہے ہیں اور دو پہاڑیوں کے درمیان میدان سے گزرتی ہوئی ایک سڑک بنا ڈالی ہے جو خوب چمک رہی ہے۔ پہلے سب احباب اس مشرقی پہاڑی پر تھے، پھر سب کے سب دوڑ کر دوسری پہاڑی پر چلے گئے اور میں اکیلا اس پہاڑی پر رہ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ یکایک میری صورت شکل حضرت مسیح موعود کی سی ہوگئی اور

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
موسم سرما میں طاقت و توانائی کیلئے معیاری دوائیں
زد جام عشق، شباب آور موتی، نواب شاہی گولیاں، معجون فلاسفہ، تاخیری، رومانی خاص
مطب ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
ہمدردانہ مشورہ کامیاب علاج
PH:047-6211434-6212434 Fax:047-6213966

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

خیال کرتا ہوں کہ وہی ہوں۔ اور احباب کی طرف جو دوسری پہاڑی پر تھے منہ کرکے اونچی سریلی آواز میں یہ شعر جو حضرت مسیح موعود ہی کا ہے وقفوں کے ساتھ بولتا ہوں۔

نگاہ رحمت جاناں، عنایتہابمن کردست
وگرنہ چوں منے، کے یابدآں رشد و سعادت را

پہلے میں پڑھتا ہوں پھر میرے پیچھے احباب جماعت دوہراتے ہیں مگر کیا ہی خوشی اور انبساط کا سماں ہے کہ سب دوست منظّم اور مہذبانہ طور پر اچھل کود میں مست ہیں۔ میں اس حال میں تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو میرے جسم کا ہر رگ وریشہ فرحت ومسرت میں لبریز تھا۔ (روزنامہ الفضل 9 مارچ 1945ء ص4)

سبحان اللہ حق تعالیٰ نے برس ہا برس قبل جبکہ ربوہ کا کوئی تصور بھی کسی فرد بشر کے ذہن میں نہیں آ سکتا تھا۔ اس کے محل وقوع، اس کی تعمیر میں جوانان احمدیت کے ناقابل فراموش کردار اور محض اس کی عنایت سے وادی غیر ذی روح اور پُر ہول کلر زدہ ویرانے کے شہر میں ڈھل جانے کا پُر کیف نقشہ دکھلا دیا۔ ناممکن ہے کہ کوئی مادی قلم اس سے زیادہ جامع اور بلیغ انداز میں مستقبل کی ایسی تصویر کھینچ سکے۔

اس پُر اسرار رویا سے بالبداہت ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے 20 فروری 1886ء کو وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا کے الفاظ میں جو عظیم الشان بشارت دی تھی۔ وہ اس کی دلکش عملی تعبیر بھی ہے اور سیدنا محمود کی حقانیت کا زندہ و تابندہ نشان بھی۔ دادا جان مارچ 1950ء میں جھنگ شہر میں وفات پاگئے۔

اللہ تعالیٰ کی ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

ہمارے دادا جان چودھری غلام حسین صاحب پر جن کی دعاؤں محنتوں سے آج ہم سب نے ان کی نسل در نسل یہ نعمت عظمیٰ پائی اور فیض حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا کہ ان کے ذریعے ہمارا خاندان اندھیروں سے اجالوں میں سفر کرتا چلا جا رہا ہے۔ اس سفر میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جیسا روشن ستارہ ایک زندہ مثال ہے۔ خدا کرے ان بزرگوں کی دعاؤں میں اور بھی کئی عبدالسلام جیسے ستارے پیدا ہوں جو کہ احمدیت کے جھنڈے کو بلند کرنے والے ہوں۔ آمین

درخواست دعا

مکرم منیر الدین احمد صاحب انسپکٹر تحریک جدید تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد مکرم جمال الدین احمد صاحب جھنگ کافی دنوں سے کمر درد اور پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔

تقریب آمین

مکرم منیر احمد شاہین صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ میرے بیٹے محمد صائم احمد نے بعمر سات سال قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق پائی ہے۔ عزیزم کی اس کاوش میں خدمت کی سعادت اس کی والدہ کو حاصل ہوئی۔ عزیزم واقف نو ہے احباب سے گزارش ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے خادم دین بنائے اور فہم قرآن کی دولت سے مالا مال کردے۔

سانحہ ارتحال

مکرم بشیر احمد خاں صاحب محلّہ دارالیمن غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب ولد مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب پٹواری مرحوم بقضائے الٰہی مورخہ 9 جنوری 2006ء کو ربوہ میں وفات پاگئے ہیں بعد نماز ظہر بیت سعادت دارالیمن غربی میں مکرم منصور احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔ مرحوم نمازوں کے پابند تہجد گزار دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے نیک انسان تھے ان کی بلندی درجات کیلئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

نکاح

مکرم طارق احمد طاہر صاحب معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 14 نومبر 2005ء کو مکرم رانا لقمان احمد صاحب معلم وقف جدید ابن مکرم رانا منظور احمد صاحب شریف آباد ضلع حیدر آباد کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ منیرہ اسلم صاحبہ بنت مکرم محمد اسلم صاحب گوٹھ چوہدری سلطان ضلع بدین بعوض حق مہر مبلغ پچاس ہزار روپے خاکسار نے کیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ کرے۔ آمین

سامان برائے نیلامی

دفتر نظامت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان جیسے ہے کی بنیاد پر بذریعہ نیلامی مورخہ 23 جنوری 2006ء کو بوقت 8:30 بجے فروخت کیا جائے گا۔ دلچسپی رکھنے والے دوست استفادہ فرمائیں۔

سامان۔ کرسیاں، میز، سیلنگ فین، الماریاں، لکڑی، ٹی وی، کولر، جنریٹر، پیڈسٹل فین، ٹیلی فون سیٹ ائیر کولر، الیکٹرک کولر وغیرہ۔ (ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

نظام نو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعود نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر 'نظام نو' کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اُسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جا رہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کرسکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعود کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے"۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء مطبوعہ الفضل سالانہ نمبر 2005ء ص11)

(مرسلہ: سیکرٹری مجلس کارپرداز)

درخواست دعا

مکرم عصمت اللہ قمر صاحب مربی سلسلہ کنری تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد مکرم نعمت علی اٹھوال صاحب بوجہ فالج علیل ہیں کراچی میں ان کا علاج جاری ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(بقیہ صفحہ 1)

تعلیم کیلئے پاکستان آئے اور 1987ء میں مبشر کی ڈگری لے کر سیرالیون واپس تشریف لے گئے اور 1987ء سے تادم آخر سیرالیون کی مختلف جماعتوں میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔ مئی 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نائب مربی انچارج مقرر فرمایا۔ مرحوم موصی تھے اس لئے مورخہ 3 جنوری 2006ء کو مشاکا میں واقع مقبرہ موصیان میں تدفین ہوئی۔ مرحوم نے سوگواران میں والدہ، تین بھائی تین بیوگان اور چار بچے چھوڑے ہیں۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور بیوگان اور بچوں کا حافظ وناصر ہو۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 21 جنوری 2006ء	
طلوع فجر	5:40
طلوع آفتاب	7:05
زوال آفتاب	12:20
غروب آفتاب	5:34

ضرورت چوکیدار

محلّہ دارالصدر غربی حلقہ لطیف ربوہ میں ایک چوکیدار کی فوری ضرورت ہے امیدوار کے پاس لائسنس یافتہ اسلحہ ہونا ضروری ہے۔ سابقہ فوجی کو ترجیح دی جائے گی۔

(صدر محلّہ دارالصدر غربی لطیف ربوہ)

شادی بیاہ اور بیرون ملک عزیزوں کیلئے آپ کا انتخاب
اقصیٰ فیبرکس قدم بقدم
ایک دام
اعلیٰ مردانہ کوالٹی

AL-FAZAL
PURE WATER
PURE DRINKING WATER
گلی 3 رچنا ٹاؤن پٹرول پمپ سٹاپ جی ٹی روڈ شاہدرہ۔ لاہور
فون آفس: 042-7963218=0321-4366283-7

چاندی میں الیس اللہ کی انگوٹھیوں کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی
فرحت علی جیولرز
اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ فون: 047-6213158

پریمئر کرنسی ایکسچینج کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ
ڈالر، سٹرلنگ پاؤنڈ، یورو، کینیڈین ڈالر و دیگر
فارن کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
بوتھ مارکیٹ نزد نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ (دکان گلی کے اندر ہے)
فون: 047-6215068-047-6212974

C.P.L 29-FD